Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

VOL. 4

کتاب نمبر 6:

”کیا رسولی دور میں رومی کلیسیا کو واقعی سب پر اعلیٰ اختیار حاصل تھا؟“

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

Reformed by TRUTH
Covenant God-Covenant People

Translated
By
Suleman Shahzad
(MIB-France, M.Div (Continue)-USA)
Reformed by TRUTH

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔
Duplication of this document is permitted for personal, private use only.
صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔
Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International
NOT FOR SALE

Urdu Edition 2026
Copyright © Reformed by TRUTH
www.Reformedbytruth.com

کتاب 6

”کیا رسولی دور میں رومی کلیسیا کو واقعی سب پر اعلیٰ اختیار حاصل تھا؟“

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Not For Sale

فہرستِ مضامین

مصنف کا تعارف:
مترجم کی تمہید:

حصہ 1: پطرس رسول کی برتری کے بارے میں دعوؤں کی تردید، 1-7:
باب 1: پاپائی رومی کلیسیا کے تابع ہونے کا مطالبہ۔
باب 2: کیا پُرانے عہد کے سردار کاہن کا منصب رومی پوپ کی برتری کی دلیل ہیں ؟
باب 3: کیا یسوع کے پطرس سے کہے گئے الفاظ پطرس کی کلیسیا پر حکمرانی ثابت کرتے ہیں ؟
باب 4: پاپائی روم کا چابیوں کے بارے میں گمراہ کن دعویٰ۔
باب 5: کیا پطرس رسول کو اختیار نہیں صرف عزت دی گئی ؟
باب 6: کیا کلیسیا کی صرف ایک ہی بنیاد ہے ؟
باب 7: کتابِ مقدس کے مطابق رسولوں میں پطرس کا کیا مقام تھا ؟
حصہ 2: کلیسیا میں بادشاہی اختیار صرف مسیح کو حاصل ہے، 8–10:
باب 8: کیا کلیسیا کا کوئی انسانی "سر" بھی ہو سکتا ہے جو پوری کلیسیا پر اختیار رکھتا ہو ؟
باب 9: کیا مسیح کی سربراہی کسی اور کو منتقل ہو سکتی ہے ؟
باب 10: اتحاد مسیح میں ہے، کسی انسانی بادشاہ میں نہیں۔
حصہ 3: اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ پطرس رسول روم میں بشپ تھا، تب بھی اِس سے روم کی ہمیشہ کی برتری ثابت نہیں ہوتی، 11–13:
باب 11: اگر پطرس رسول کو واقعی برتری حاصل تھی تو پھر روم اِس برتری کا دعویٰ کیوں نہیں کر سکتا تھا؟
باب 12: برتری کو انطاکیہ سے روم منتقل کرنے کا دعویٰ۔
باب 13: دوسرے کلیسائی مراکز کی درجہ بندی۔
حصہ 4: پطرس کا روم میں قیام کا ثبوت نہیں ، جبکہ پولُس کا وہاں ہونا یقینی ہے،14–15 :
باب 14: پطرس رسول کے روم میں قیام کے بارے میں۔
باب 15: کمزور اور غیر یقینی ثبوت ۔
حصہ 5: رومی کلیسیا کو عزت دی گئی، مگر اتحاد کا سربراہ مقرر نہیں کیا گیا، 16-17:
باب 16: ابتدائی زمانے میں روم کی کلیسیا کی اہمیت۔
باب 17: کیوں ابتدائی کلیسیا کی تعلیم کے مطابق کلیسیا کے اتحاد کے لیے کسی ایک عالمی بشپ کی ضرورت نہیں؟

مصنف کا تعارف:

جان کیلون (1509–1564) ایک عظیم فرانسیسی مسیحی عالم اور اصلاحی پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اہم ستونوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی خدا کے کلام کی خدمت اور کلیسیا کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ کمزور صحت اور شدید مخالفت کے باوجود، اُس کی مسلسل محنت، دُعا اور علمی بصیرت نے جنیوا (Geneva) کو اصلاحی پروٹسٹنٹ ایمان کا مرکز بنایا اور پورے یورپ پر دیرپا اثر ڈالا۔

اُن کی شہرۂ آفاق تصنیف "مسیحی مذہب کی تعلیمات" (Institutes of the Christian Religion)، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار 1536ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیحی عقائد کو آسان، منظم اور بائبلی انداز میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی تاکہ ایماندار اپنے ایمان میں مضبوط رہیں اور کلیسیا کے ساتھ وفاداری اور اتحاد میں جڑے رہیں۔

وقت کے ساتھ یہ کتاب مزید وسعت پاتی گئی اور آج بھی اصلاحی پروٹسٹنٹ مسیحیت کی ایک بنیادی اور معتبر دستاویز کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جو ایمان، فہم اور روحانی وفاداری کی روشن مثال پیش کرتی ہے۔

مترجم کی تمہید:

میں خداوند کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے یہ فضل بخشا کہ میں جان کیلون کی اِس اہم تعلیم کا سادہ اُردو میں ترجمہ کر سکوں۔ میری دُعا ہے کہ یہ ترجمہ کلیسیا کے خادمین، طالبِ علموں اور تمام ایمانداروں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو، تاکہ وہ کلیسیا کی خدمت، بلاہٹ اور نظام کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

(اگر اس ترجمہ میں کہیں کوئی کمی یا غلطی رہ گئی ہو تو وہ میری کمزوری ہے، اور میں عاجزی سے قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔) میری دُعا ہے کہ خداوند اِس مختصر خدمت کو اپنی کلیسیا کی بھلائی اور اپنے نام کے جلال کے لیے استعمال کرے۔ آمین۔

(یہ ترجمہ ہنرِی بیورِج (Henry Beveridge) کی انگریزی ترجمانی سے ماخوذ ہے، جو پہلی مرتبہ 1845ء میں شائع ہوا تھا۔ نیز الٰہیاتی اصطلاحات کی بہتر تفہیم اور درست مفہوم کی ادائیگی کے لیے ابتدائی فرانسیسی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔)

پطرس کی برتری کے بارے میں دعوؤں کی تردید، (1-7)

۱۔ پاپائی رومی کلیسیا کے تابع ہونے کا مطالبہ:

اب تک ہم نے اُن کلیسائی نظامات کا جائزہ لیا ہے جو ابتدائی کلیسیا میں موجود تھے، لیکن وقت کے ساتھ وہ بگڑ گئے اور پھر آہستہ آہستہ مزید خراب ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ پاپائی کلیسیا میں اب اِن کا صرف نام ہی باقی رہ گیا ہے، حقیقت میں وہ صرف ایک دِکھاوا بن چکے ہیں۔ اس فرق کو دیکھ کر ایک دیندار انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ کلیسیا کیسی ہے جس سے الگ ہونے پر ہم پر فرقہ بازی کا الزام لگایا جاتا ہے۔

لیکن اس سارے معاملے کے سب سے اہم حصے یعنی روم کی کلیسیا کی برتری کے بارے میں ہم نے ابھی بات نہیں کی۔ وہ اِسی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اصل اور سچی "کیتھولک کلیسیا" صرف اُنہی کے پاس ہے۔ کیونکہ اِس بات کی بنیاد نہ تو مسیح کے قائم کردہ نظام میں ہے، اور نہ ہی ابتدائی کلیسیا کے عمل سے ثابت ہوتی ہے، جبکہ دوسرے معاملات کے بارے میں ہم دِکھا چکے ہیں کہ وہ ابتدا میں درست تھے مگر بعد میں بگڑ گئے اور بالکل نئی شکل اختیار کر گئے۔ پھر بھی وہ دنیا کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کلیسائی اتحاد کا اصل اور واحد ذریعہ یہی ہے کہ رومی پاپائی کلیسیا سے وابستہ رہتے ہوئے، اِس کے ماتحت رہا جائے۔ اُن کا اصل سہارا یہی ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اُس "سر" کو قائم رکھتے ہیں جس پر کلیسیا کا اتحاد منحصر ہے، اور جس کے بغیر کلیسیا کا ٹکڑوں میں بٹ جانا لازم ہے۔ اُن کے نزدیک اگر کلیسیا روم کے اختیار میں نہ ہو تو وہ ایسے ہے جیسے جسم بغیر سر کے ہو۔ اسی لیے جب وہ اپنے "کلیسائی نظامِ درجہ بندی" پر بحث کرتے ہیں تو ہمیشہ اِس اصول سے آغاز کرتے ہیں کہ "رومی پوپ (بطور مسیح کا قائم مقام، جو کلیسیا کا سر ہے) تمام کلیسیا پر اُس کی جگہ حکومت کرتا ہے، اور کلیسیا درست طور پر اُس وقت تک وجود میں نہیں آتی جب تک یہ تخت باقی سب پر برتری نہ رکھے۔"

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس دعوے کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھیں، تاکہ کلیسیا کے صحیح نظام کے بارے میں کوئی اہم بات نظر انداز نہ ہو۔

2۔ پُرانے عہد کے سردار کاہن کا منصب رومی پوپ کی برتری کی دلیل نہیں بن سکتا:

اب سوال یہ ہے کہ کیا کلیسائی درجہ بندی کے صحیح نظام کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک ہی مرکز سب سے زیادہ طاقت اور عزت رکھے اور یوں پورے جسم (کلیسیا) کا "سر" یعنی سربراہ کہلائے؟ اگر ہم ایسا لازمی قرار دیں، جبکہ خدا کے کلام میں اِس کی بنیاد نہ ہو، تو ہم کلیسیا پر ناحق قانون تھوپتے ہیں۔ اِس لیے جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں، اُنہیں پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یہ نظام مسیح نے مقرر کیا تھا۔

وہ اِس کے لیے شریعت کے زمانے کے سردار کاہن اور یروشلم میں خدا کے مقرر کردہ اعلیٰ اختیار کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن اِس کا جواب آسان ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو نظام ایک قوم کے لیے تھا، اُسے پوری دنیا پر لاگو کرنا ضروری نہیں۔ ایک قوم اور پوری دنیا کے حالات بہت مختلف ہوتے ہیں۔ یہودیوں کے اردگرد بت پرست قومیں تھیں، اس لیے خدا نے اپنی عبادت کا مرکز ایک جگہ مقرر کیا تاکہ وہ مختلف مذاہب میں نہ بٹ جائیں۔ وہاں ایک سردار کاہن مقرر کیا گیا تاکہ سب اُس کی طرف دیکھیں اور متحد رہیں۔ لیکن اب جب سچا دین پوری دنیا میں پھیل چکا ہے، تو کیا یہ مناسب ہے کہ مشرق اور مغرب سب کا اختیار ایک ہی شخص کو دے دیا جائے؟ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ پوری دنیا پر ایک ہی حاکم ہونا چاہیے، صرف اِس لیے کہ ایک علاقے میں ایک ہی حاکم ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور اہم وجہ بھی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ سردار کاہن دراصل مسیح کی طرف اشارہ تھا۔ اب جب کہ وہ کہانت مسیح میں پوری ہو گئی، تو اس اختیار کا حق بھی اُسی کو منتقل ہونا چاہیے۔

پھر سوال یہ ہے کہ یہ اختیار کس کو ملا؟ یقیناً رومی پوپ کو نہیں، جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے، بلکہ صرف مسیح کو۔ کیونکہ مسیح خود اِس منصب کو رکھتا ہے، اُس کا کوئی نائب یا جانشین نہیں ہے۔ وہ اِس عزت کو کسی اور کو نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کہانت میں صرف تعلیم دینا ہی شامل نہیں، بلکہ وہ قربانی بھی شامل ہے جو مسیح نے اپنی موت کے ذریعے دی، اور وہ شفاعت بھی جو وہ اب باپ کے حضور ہمارے لیے کرتا ہے (عبرانیوں 11:7)۔

3۔ یسوع کے پطرس سے کہے گئے الفاظ پطرس کی کلیسیا پر حکمرانی ثابت نہیں کرتے:

لہٰذا جو مثال وقتی تھی، اُسے وہ ہمیشہ کے قانون کے طور پر ہم پر تھوپنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ نئے عہدنامے میں وہ اپنے دعوے کے حق میں صرف یہی بات پیش کرتے ہیں کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ "تو پطرس ہے اور اِس چٹان پر میں اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی 18:16) اور پھر یہ کہ "اے شمعون، کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟۔۔۔ میری بھیڑوں کی نگہبانی کر" (یوحنا 15:21)

لیکن اِن دلائل کو مضبوط کرنے کے لیے اُنہیں پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ جسے مسیح کی بھیڑوں کی نگہبانی کا حکم دیا گیا، اُسے تمام کلیسیاؤں پر اختیار بھی دیا گیا تھا، اور "باندھنے اور کھولنے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ پوری دنیا پر حکومت کرے۔ حالانکہ جس طرح پطرس کو خداوند نے حکم دیا، اُسی طرح وہ خود بھی دوسرے بزرگوں (پادریوں) کو نصیحت کرتا ہے کہ کلیسیا کی نگہبانی کریں (1 پطرس 2:5)۔ اِس سے ہم سمجھتے ہیں کہ مسیح نے پطرس کو دوسروں سے زیادہ کچھ نہیں دیا، بلکہ جو ذمہ داری اُسے ملی وہی دوسروں کو بھی دی گئی۔

مزید یہ کہ مسیح خود واضح کرتا ہے کہ "باندھنے اور کھولنے" کا مطلب کیا ہے، یعنی گناہوں کو معاف کرنا یا قائم رکھنا (یوحنا 23:20)۔ پوری کتابِ مقدس میں اِس کی وضاحت ملتی ہے، خاص طور پر وہاں جہاں پولُس کہتا ہے کہ انجیل

کے خادمین کو یہ خدمت دی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا سے ملائیں، اور ساتھ ہی اُن پر نظم و ضبط بھی قائم کریں جو اِس نعمت کو رد کرتے ہیں (2 کرنتھیوں 5:18؛ 10:16)۔

4۔ چابیوں کے بارے میں گمراہ کن دعویٰ:

وہ "باندھنے اور کھولنے" والی آیات کو جس طرح غلط معنی دیتے ہیں، اُس کا میں پہلے بھی مختصر ذکر کر چکا ہوں اور آگے مزید وضاحت کروں گا۔ یہاں صرف یہ دیکھنا کافی ہے کہ وہ پطرس کے بارے میں مسیح کے مشہور جواب سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ مسیح نے اُسے آسمان کی بادشاہی کی چابیاں دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ جو کچھ وہ زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بھی بندھا جائے گا (متی 16:19)۔

اگر ہم چابیوں کے مطلب اور باندھنے اور کھولنے کے طریقے پر متفق ہو جائیں تو سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا، اور پوپ خود اِس خدمت کو چھوڑنا چاہے گا جو رسولوں کو دی گئی تھی کیونکہ وہ محنت اور مشقت والی ہے اور اس سے اُسے کوئی دنیاوی فائدہ نہیں ہوتا۔

چونکہ انجیل کی تعلیم کے ذریعے آسمان ہمارے لیے کھلتا ہے، اِس لیے خوبصورت انداز میں اِسے "چابیاں" کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ اِسی طرح باندھنے اور کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ایمان کے ذریعے خدا سے صلح کریں تو "کھل" جاتے ہیں، اور بے ایمانی کی وجہ سے "بندھے" رہتے ہیں۔ اگر پوپ صرف یہی اختیار اپنے لیے مانتا تو شاید کوئی اُس سے اختلاف نہ کرتا۔ لیکن چونکہ یہ کام محنت طلب ہے اور اس میں دنیاوی فائدہ نہیں، اس لیے پوپ کو یہ پسند نہیں۔ اِسی وجہ سے جھگڑا کھڑا ہوتا ہے کہ مسیح نے پطرس کو اصل میں کیا دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں صرف وہی عزت بیان ہوئی ہے جو رسولی خدمت کے بوجھ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ اگر ہم اِس کی صحیح تعریف کو مانیں تو

یہاں پطرس کو کوئی ایسا خاص حق نہیں دیا گیا جو باقی رسولوں کو نہ ملا ہو۔ اگر اس کے علاوہ کچھ مانا جائے تو نہ صرف دوسروں کے ساتھ ناانصافی ہوگی بلکہ تعلیم کی اصل شان بھی کم ہو جائے گی۔

وہ کہتے ہیں کہ سب رسولوں کو انجیل سنانے کا حکم دیا گیا اور سب کو باندھنے اور کھولنے کا اختیار بھی ملا، لیکن پطرس کو خاص طور پر پوری کلیسیا کا سردار بنایا گیا کیونکہ اُسے چابیاں دینے کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن اگر وہی اختیار جو ایک کو دیا گیا، سب کو بھی دیا گیا، تو پھر وہ ایک دوسروں سے کیسے بڑا ہوا؟ وہ کہتے ہیں کہ فرق یہ ہے کہ پطرس نے یہ اختیار اکیلے بھی پایا اور دوسروں کے ساتھ بھی، جبکہ باقیوں نے صرف مل کر پایا۔ اس کے جواب میں ہم سیپرین اور آگسٹین کی بات مان سکتے ہیں کہ مسیح نے یہ کام کسی ایک کو دوسروں پر برتری دینے کے لیے نہیں کیا، بلکہ کلیسیا کی وحدت ظاہر کرنے کے لیے کیا۔

سیپرین کہتا ہے کہ "ایک شخص میں سب کو چابیاں دی گئیں تاکہ سب کی وحدت ظاہر ہو۔ باقی سب بھی پطرس جیسے ہی تھے اور عزت اور اختیار میں برابر شریک تھے، مگر ابتدا ایک سے کی گئی تاکہ یہ ظاہر ہو کہ مسیح کی کلیسیا ایک ہے۔"

آگسٹین کہتا ہے کہ "اگر پطرس میں کلیسیا کا راز نہ ہوتا تو خداوند اُس سے نہ کہتا کہ میں تجھے چابیاں دوں گا۔ اگر یہ صرف پطرس کو کہا گیا ہوتا تو کلیسیا کے پاس چابیاں نہ ہوتیں۔ لیکن اگر کلیسیا کے پاس ہیں تو پطرس نے اُنہیں پوری کلیسیا کی نمائندگی کرتے ہوئے حاصل کیا۔" اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ "سب سے سوال کیا گیا، مگر جواب پطرس نے دیا، اور اُسے کہا گیا کہ میں تجھے چابیاں دوں گا، گویا صرف اُسے اختیار ملا ہو، حالانکہ اُس نے سب کی طرف سے جواب دیا اور سب کے ساتھ مل کر اختیار پایا، کیونکہ وہ سب کی وحدت کی نمائندگی کرتا تھا۔ ایک نے سب کے لیے پایا، کیونکہ سب میں ایک ہی وحدت ہے۔"

5۔ پطرس رسول کو اختیار نہیں بلکہ عزت دی گئی:

ہم کہیں نہیں پڑھتے کہ کسی اور سے یہ کہا گیا ہو کہ "تو پطرس ہے اور اِس چٹان پر میں اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی 18:16)۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسیح نے پطرس کے بارے میں کوئی ایسی خاص بات کہی ہو جو دوسروں کے لیے نہ ہو، کیونکہ پولُس اور خود پطرس بھی سب ایمانداروں کے بارے میں یہی بات کہتے ہیں (افسیوں 20:2؛ 1 پطرس 5:2)۔ پولُس کہتا ہے کہ مسیح کونے کا بنیادی پتھر ہے جس پر سب ایماندار ایک مقدس ہیکل کی طرح تعمیر ہوتے ہیں۔ اور پطرس کہتا ہے کہ ہم سب زندہ پتھر ہیں جو اِس قیمتی پتھر پر قائم ہیں اور اسی کے ذریعے خدا اور ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ پطرس دوسروں سے بڑا ہے کیونکہ اُسے خاص نام دیا گیا۔ میں خوشی سے مانتا ہوں کہ پطرس کو کلیسیا کی بنیاد رکھنے والوں میں خاص عزت حاصل تھی، یا یوں کہیں کہ وہ ایمانداروں میں پہلے درجے پر تھا۔ لیکن میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُسے دوسروں پر اختیار بھی حاصل تھا۔ یہ کیسی دلیل ہے؟ اگر پطرس جوش، تعلیم اور حوصلے میں دوسروں سے آگے تھا، تو کیا اس کا مطلب ہے کہ اُسے اُن پر حکومت بھی دی گئی؟ اگر ایسا ہے تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اندریاس پطرس سے پہلے تھا، کیونکہ وہ پہلے مسیح کے پاس آیا اور پطرس کو بھی لایا (یوحنا 40:1-42)۔

خیر، پطرس کو عزت میں آگے مان لیا جائے، پھر بھی عزت اور اختیار میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکثر پطرس کو بولنے دیتے تھے، وہ کچھ حد تک سب سے پہلے بات کرتا، نصیحت کرتا اور سمجھاتا تھا۔ لیکن کہیں بھی یہ نہیں ملتا کہ اُسے دوسروں پر کوئی اختیار دیا گیا ہو۔

6۔ کلیسیا کی صرف ایک ہی بنیاد:

اگرچہ ہم ابھی اس بحث کے اُس حصے تک نہیں پہنچے، پھر بھی میں یہاں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ صرف "پطرس" کے نام سے پوری کلیسیا پر حکومت کا اختیار ثابت کرنا چاہتے ہیں، اُن کی دلیل کتنی کمزور ہے۔ وہ پہلے یہ بات کہتے تھے کہ کلیسیا پطرس پر قائم ہے، کیونکہ لکھا ہے کہ "اس چٹان پر میں اپنی کلیسیا بناؤں گا۔" لیکن یہ دلیل قابلِ توجہ بھی نہیں، رد کرنے کی تو بات ہی چھوڑ دیں۔ بعض ابتدائی بزرگوں نے اس آیت کی ایسی تشریح کی تھی، لیکن جب پوری کتابِ مقدس اس مطلب کے خلاف ہے تو پھر خدا کے کلام کے مقابلے میں اُن کی رائے کیوں پیش کی جاتی ہے؟ اور ہم اُن الفاظ کے معنی پر اتنی بحث کیوں کریں، گویا وہ مشکل یا مبہم ہیں، حالانکہ اُن کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے۔

پطرس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے اقرار کیا تھا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے (متی 16:16)۔ اسی سچائی کی چٹان پر مسیح اپنی کلیسیا قائم کرتا ہے، کیونکہ یہی ایک اصل بنیاد ہے۔ جیسا کہ پولُس رسول کہتا ہے کہ "سِوا اُس نیو کے جو پڑی ہُوئی ہے اور وہ یِسُوعؔ مسیح ہے کوئی شخص دُوسری نہیں رکھ سکتا۔" (1 کرنتھیوں 11:3)۔ اس لیے میں قدیم بزرگوں کی بات کو رد نہیں کر رہا کہ میرے پاس اُن کے اقوال نہیں ہیں۔ اگر میں چاہوں تو اُن میں سے بہت سے حوالے دے سکتا ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، میں ایک واضح بات پر لمبی بحث کر کے اپنے قارئین کو تنگ نہیں کرنا چاہتا، خاص طور پر اس لیے کہ ہمارے مصنفین اس موضوع کو پہلے ہی اچھی طرح بیان کر چکے ہیں۔

7۔ کتابِ مقدس کے مطابق رسولوں میں پطرس کا مقام:

حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کا بہترین جواب ہمیں کتابِ مقدس سے ہی ملتا ہے، اگر ہم اُن سب مقامات کو دیکھیں جہاں بتایا گیا ہے کہ پطرس کا رسولوں میں کیا کام اور کیا اختیار تھا، وہ اُن کے درمیان کیسے کام کرتا تھا، اور وہ اُسے کیسے قبول کرتے تھے (اعمال 7:15)۔

اگر آپ یہ سب حوالہ جات دیکھیں تو زیادہ سے زیادہ یہی معلوم ہوگا کہ پطرس بارہ رسولوں میں سے ایک تھا، اُن کے برابر اور اُن کا ساتھی، نہ کہ اُن کا حاکم۔ جب کوئی معاملہ پیش آتا تو وہ اُسے مجلس کے سامنے رکھتا اور مشورہ دیتا، لیکن ساتھ ہی دوسروں کی بات بھی سنتا، اُنہیں اپنی رائے دینے کا موقع دیتا، بلکہ فیصلہ کرنے بھی دیتا، اور جب وہ فیصلہ کر لیتے تو وہ بھی اُس پر عمل کرتا۔ جب وہ خادموں (پاسبانوں) کو خط لکھتا ہے تو کسی بڑے حاکم کی طرح حکم نہیں دیتا، بلکہ اُنہیں اپنا ساتھی کہہ کر نرمی سے نصیحت کرتا ہے، جیسے برابر لوگ ایک دوسرے کو کرتے ہیں (1 پطرس 1:5)۔ جب اُس پر یہ الزام لگا کہ وہ غیر قوموں کے پاس گیا، تو اُس نے جواب دیا اور اپنی صفائی پیش کی (اعمال 3:11)۔ جب دوسرے رسولوں نے اُسے یوحنا کے ساتھ سامریہ بھیجا، تو اُس نے انکار نہیں کیا (اعمال 14:8)۔ رسولوں کا اُسے بھیجنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُسے اپنا حاکم نہیں سمجھتے تھے، اور اُس کا مان لینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ خود کو اُن کے برابر اور شریک سمجھتا تھا، نہ کہ اُن پر اختیار رکھنے والا۔

اگر یہ سب باتیں نہ بھی ہوتیں، تب بھی گلتیوں کا خط کافی ہے، کیونکہ اس کے تقریباً دو ابواب میں پولُس رسول یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ رسالت کے لحاظ سے پطرس کے برابر ہے (گلتیوں 18:1؛ 8:2)۔ وہ کہتا ہے کہ وہ پطرس کے پاس اس لیے نہیں تھا گیا کہ اپنی تابعداری ظاہر کرے، بلکہ اس لیے کہ سب کے سامنے اُن کی تعلیم کی یکسانیگی ظاہر ہو۔ پطرس نے بھی اُس سے کوئی اطاعت طلب نہیں کی، بلکہ اُسے رفاقت کا ہاتھ دیا تاکہ وہ مل کر خدمت کریں۔

پولس کہتا ہے کہ جس طرح پطرس کو یہودیوں میں خدمت کی نعمت ملی، اُسی طرح اُسے غیر قوموں میں ملی۔ بلکہ جب پطرس نے صحیح رویہ اختیار نہ کیا تو پولُس نے اُسے ڈانٹا، اور پطرس نے یہ ڈانٹ قبول بھی کی (گلتیوں 2:11-14)۔

یہ سب باتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ یا تو پولُس اور پطرس برابر تھے، یا کم از کم پطرس کو دوسروں پر کوئی زیادہ اختیار حاصل نہیں تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا، پولُس نے یہ بات خاص طور پر اس لیے بیان کی کہ کوئی بھی اُسے رسالت کے لحاظ سے پطرس یا یوحنا سے کم نہ سمجھے، کیونکہ وہ سب ساتھی تھے، حاکم نہیں۔

کلیسیا میں بادشاہی اختیار صرف مسیح کو حاصل ہے، (8–10)

8۔ کلیسیا کا کوئی انسانی "سر" نہیں ہو سکتا جو پوری کلیسیا پر اختیار رکھتا ہو:

اگرچہ میں یہ مان بھی لوں کہ پطرس رسولوں میں سب سے آگے تھا اور اُس کا درجہ دوسروں سے بلند تھا، پھر بھی اس ایک مثال سے یہ قانون نہیں بنایا جا سکتا کہ پوری کلیسیا کے لیے ہمیشہ ایک ہی انسانی سربراہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ایک خاص واقعہ کو ہمیشہ کے لیے قانون نہیں بنایا جا سکتا، اور دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بارہ رسولوں میں ایک شخص کا قائد ہونا اس لیے ممکن تھا کہ وہ تعداد میں کم تھے۔ لیکن اگر بارہ افراد پر ایک کا سربراہ ہونا درست ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لاکھ افراد پر بھی ایک ہی شخص کو سربراہ ہونا چاہیے؟ قدرت اور انسانی عقل بھی یہی مانتی ہے کہ کسی مجلس میں، جہاں سب برابر ہوں، پھر بھی ایک شخص کو نظم و ترتیب کے لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے اُس کی طرف رجوع کریں۔ اسی لیے ہر مجلس میں کوئی ناظم ہوتا ہے، ہر عدالت میں کوئی صدر ہوتا ہے، اور ہر جماعت میں کوئی سربراہ ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے کہ رسولوں نے پطرس کو ایک طرح کی قیادت دی تھی تو اِس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

لیکن جو نظام چند افراد کے درمیان کارآمد ہو، اُسے پوری دنیا پر لاگو نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ایک انسان پوری دنیا کو نہیں چلا سکتا۔ پھر بھی وہ دلیل دیتے ہیں کہ فطرت میں ہر جگہ ایک سربراہ ہوتا ہے، جیسے پرندوں اور شہد کی مکھیوں میں جو ہمیشہ ایک کے تحت چلتی ہیں۔ میں اُن مثالوں کو مان لیتا ہوں، لیکن کیا مکھیاں پوری دنیا سے جمع ہو کر ایک ملکہ چنتی ہیں؟ نہیں، ہر چھتے کی اپنی الگ ملکہ ہوتی ہے۔ اِسی طرح ہر پرندوں کے جُھنڈ کا اپنا الگ سردار ہوتا ہے۔ اس سے بس یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر کلیسیا کا اپنا بشپ (نگران) ہونا چاہیے، نہ یہ کہ پوری دنیا کا ایک ہی سربراہ ہو۔

وہ ہمیں ریاستوں کی مثال دیتے ہوئے، یونانی شاعر ہومر کا قول پیش کرتے ہیں کہ " اکیلا حاکم بہتر ہے" (یعنی بہت سے سربراہ اچھے نہیں ہوتے) اور اُن کے ساتھ دوسرے بت پرست مصنفین بھی بادشاہت کی تعریف کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات اس معنی میں نہیں کہ ایک شخص پوری دنیا پر حکومت کرے، بلکہ اس معنی میں ہے کہ ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایک ہی سلطنت دو حکمرانوں کو برداشت نہیں کرتی۔

9۔ مسیح کی سربراہی کسی اور کو منتقل نہیں ہو سکتی:

چاہے وہ لوگ یہ بات جیسے بھی ماننا چاہیں (اگرچہ یہ بات انتہائی بے معنی ہے) کہ پوری دنیا کے لیے ایک ہی بادشاہی نظام بہتر اور مفید ہو سکتا ہے، پھر بھی میں یہ قبول نہیں کرتا کہ کلیسیا کی حکومت میں بھی یہی اصول نافذ کیا جائے۔ کلیسیا کا اصل اور واحد سربراہ مسیح ہے، جس کے تحت ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں، اُس نظام اور ترتیب کے مطابق جو خود مسیح نے مقرر کیا ہے۔

اس لیے جب وہ اس بہانے سے یہ چاہتے ہیں کہ ایک انسان پوری کلیسیا پر حکومت کرے، تو وہ مسیح کی سخت توہین کرتے ہیں، کیونکہ کلیسیا کبھی بھی اپنے سر کے بغیر نہیں ہو سکتی اور وہ "سر" صرف مسیح ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ " اُس کے ساتھ جو سر ہے یعنی مسیح کے ساتھ پیوستہ ہو کر ہر طرح سے بڑھتے جائیں۔ جس سے سارا بدن ہر ایک جوڑ کی

مدد سے پیَوستہ ہو کر اور گٹھ کر اُس تاثیر کے مُوافِق جو بقدر ہر حِصّہ ہوتی ہے اپنے آپ کو بڑھاتا ہے"(افسیوں 4:15-16)۔

دیکھو کہ تمام لوگ جسم کے اعضا کے طور پر رکھے گئے ہیں، لیکن "سر" کا مقام صرف مسیح کو دیا گیا ہے۔ ہر عضو کو ایک محدود کام اور خاص حد دی گئی ہے، جبکہ کامل فضل اور مکمل حکومت صرف مسیح میں ہے۔

میں اُن کی اس بات سے واقف ہوں جو وہ اکثر اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ مسیح کو اس لیے واحد سر کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے اور اپنے نام سے حکومت کرتا ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ اُس کے تحت کوئی اور "نائب سر" بھی ہو سکتا ہے جو اُس کا نائب بن کر کام کرے۔ لہذا، یہ بات تب تک قبول نہیں ہو سکتی جب تک وہ یہ ثابت نہ کریں کہ یہ عہدہ خود مسیح نے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ رسول سکھاتا ہے کہ تمام خدمت اور نظام جسم کے اعضا میں پھیلا ہوا ہے، جبکہ اختیار صرف ایک آسمانی "سر" سے آتا ہے (افسیوں 4:16)۔

اور اگر اِسے مزید واضح کرنا ہو تو یوں سمجھ لیں کہ چونکہ کتابِ مقدس گواہی دیتی ہے کہ مسیح ہی سر ہے اور یہ عزت صرف اُسی کے لیے ہے، اس لیے یہ حق کسی اور کو نہیں دیا جا سکتا، سوائے اُس شخص کے جسے خود مسیح نے مقرر کیا ہو۔ لیکن نہ صرف اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں، بلکہ کلامِ مقدس اس کے خلاف واضح دلائل دیتا ہیں (افسیوں 1:22؛ 4:15؛ 5:23؛ کلسیوں 1:18؛ 2:10)۔

10۔ اتحاد مسیح میں ہے، کسی انسانی بادشاہ میں نہیں:

پولُس بعض اوقات کلیسیا کی ایک زندہ تصویر پیش کرتا ہے، لیکن وہ کہیں بھی کسی ایک سر (سربراہ) کا ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی بیان کردہ باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسا تصور کرنا بھی مسیح کی مقرر کردہ ترتیب کے خلاف ہے۔

مسیح اپنے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد ہماری آنکھوں سے اُوجھل ہو گیا، لیکن وہ اس لیے آسمان پر گیا کہ سب چیزوں کو معمور کرے۔ اب وہ کلیسیا میں موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ پولُس جب یہ دِکھانا چاہتا ہے کہ مسیح کس طرح اپنی موجودگی ظاہر کرتا ہے تو وہ اُن خدمت کے عہدوں کا ذکر کرتا ہے جو مسیح نے مقرر کیے:

"ہم میں سے ہر ایک کو مسیح کی بخشش کے مطابق فضل دیا گیا ہے" اور "اُس نے بعض کو رسول، بعض کو نبی، بعض کو مبشر، اور بعض کو چرواہے اور معلم بنایا"۔

یہاں وہ یہ کیوں نہیں کہتا کہ ایک شخص سب پر حکومت کرتا ہے اور مسیح کا نائب ہوتا ہے؟ اگر یہ بات سچ ہوتی تو یہ بات یہاں ضرور بیان کی جاتی، کیونکہ موقع بالکل مناسب تھا۔ مسیح ہمارے ساتھ کیسے موجود ہے؟ اُن خادموں کے ذریعے جنہیں اُس نے کلیسیا کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے۔ لیکن وہ کسی ایک "نائب سر" کا ذکر نہیں کرتا۔

پولُس اتحاد کی بات کرتا ہے، لیکن وہ اتحاد خدا اور مسیح پر ایمان میں ہے۔ وہ انسانوں کو صرف مشترکہ خدمت دیتا ہے، اور ہر ایک کو الگ الگ ذمہ داری دیتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ "ایک ہی اُمّید، ایک ہی خُداوند ہے۔ ایک ہی اِیمان، اور ایک ہی بپتِسمہ ہے۔" (افسیوں 4:4-5) تو وہ یہ کیوں نہیں کہتا کہ "ایک اعلیٰ پادری (پوپ)" بھی ہے جو کلیسیا کو متحد رکھتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو یہ بات ضرور شامل کی جاتی۔ اس پوری آیت سے واضح ہے کہ پولُس کلیسیا کے روحانی نظام کی مکمل تصویر پیش کر رہا ہے، لیکن اس میں کسی انسانی بادشاہت یا ایک مرکزی سربراہ کا کوئی ذکر نہیں۔ وہ صرف یہ بتاتا ہے کہ مسیح ہی سر ہے، اور ہر مسیحی ایماندار کو الگ الگ فضل کے مطابق خدمت دی گئی ہے۔

لہٰذا آسمانی اور زمینی نظام کے درمیان غیر ضروری فلسفیانہ موازنہ درست نہیں۔ ہمیں کلیسیا کی ترتیب میں صرف وہی اصول اپنانے چاہییے جو خود مسیح نے اپنے کلام میں واضح کیے ہیں۔

اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ پطرس رسول روم میں بشپ تھا، تب بھی اِس سے روم کی ہمیشہ کی برتری ثابت نہیں ہوتی،(11–13)

11۔ اگر پطرس رسول کو واقعی برتری حاصل بھی ہوتی تو بھی روم اس برتری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا:

میں اب اُن کے لیے ایک اور بات تسلیم کر لیتا ہوں، حالانکہ سمجھدار لوگ اِسے کبھی قبول نہیں کریں گے، یعنی یہ کہ کلیسیا کی برتری پطرس کو دی گئی تھی تاکہ یہ ہمیشہ دائمی جانشینی کے ذریعے قائم رہے۔ پھر بھی وہ یہ کیسے ثابت کریں گے کہ پطرس کی نشست روم میں اس طرح مقرر ہوئی کہ جو بھی اُس شہر کا بشپ بنے، وہ پوری دنیا پر حکومت کرے؟ کس اختیار سے وہ اس عزت کو ایک خاص جگہ کے ساتھ جوڑتے ہیں، جبکہ یہ کسی جگہ کا ذکر کیے بغیر دی گئی تھی؟

وہ کہتے ہیں کہ پطرس روم میں رہا اور وہیں مرا۔ لیکن خود مسیح نے کیا کیا؟ کیا اُس نے اپنی خدمت یروشلیم میں پوری نہیں کی، اور وہیں اپنی جان دے کر اپنی کہانت کا کام مکمل نہیں کیا؟ جو سب چرواہوں کا سردار، کلیسیا کا سر تھا، وہ کسی خاص جگہ کو یہ عزت نہ دے سکا، لیکن پطرس جو اُس سے کم تھا، وہ یہ کر سکا؟ کیا یہ بات بچوں جیسی نہیں لگتی؟ وہ یوں دلیل دیتے ہیں کہ مسیح نے پطرس کو برتری دی، پطرس روم میں تھا، اس لیے برتری بھی روم کو مل گئی۔ اگر یہی طریقہ مان لیا جائے تو بنی اسرائیل کو چاہیے تھا کہ وہ برتری کا مرکز بیابان کو بناتے، کیونکہ موسیٰ، جو بڑا اُستاد اور نبیوں کا سردار تھا، وہیں خدمت کرتا رہا اور وہیں وفات پائی۔

12. برتری کو انطاکیہ سے روم منتقل کرنے کا دعویٰ:

آؤ دیکھیں کہ وہ کس طرح دلیل دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پطرس رسولوں میں سب سے آگے تھا، اس لیے جس کلیسیا میں وہ بیٹھا، اُسے یہ برتری ملنی چاہیے۔ پھر سوال یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے کہاں رہا؟ وہ کہتے ہیں کہ انطاکیہ میں۔ تو پھر انطاکیہ کی کلیسیا کو برتری ملنی چاہیے۔ وہ مانتے ہیں کہ شروع میں انطاکیہ کو یہ مقام حاصل تھا، لیکن کہتے ہیں کہ جب

پطرس وہاں سے روم چلا گیا تو وہ یہ عزت بھی اپنے ساتھ روم لے گیا۔ وہ ایک خط کا حوالہ بھی دیتے ہیں جو "پوپ مارسیلس" کے نام سے منسوب ہے، جس میں لکھا ہے کہ "پطرس کی نشست پہلے تمہارے پاس تھی، اور بعد میں خداوند کے حکم سے یہاں (روم) منتقل کر دی گئی۔"

اس طرح وہ کہتے ہیں کہ انطاکیہ کی کلیسیا، جو پہلے نمبر پر تھی، اب اپنی جگہ روم کو دے چکی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اُس شخص کو کیسے معلوم ہوا کہ خداوند نے ایسا حکم دیا؟

اگر اس بات کو صحیح طریقے سے سمجھنا ہو تو اُنہیں یہ بتانا ہوگا کہ یہ برتری کس قسم کی تھی: کیا یہ صرف شخص کے ساتھ منسلک تھی؟ یا کسی جگہ کے ساتھ؟ یا دونوں کے ساتھ؟ ان تین میں سے ایک بات ماننی پڑے گی۔ اگر وہ کہیں کہ یہ صرف شخص کے ساتھ تھی، تو پھر اس کا کسی جگہ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اگر وہ کہیں کہ یہ جگہ کے ساتھ تھی، تو پھر ایک بار کسی جگہ کو ملنے کے بعد وہ اُس شخص کے جانے یا مرنے سے ختم نہیں ہوتی۔ اور اگر وہ کہیں کہ یہ دونوں کے ساتھ تھی، تو پھر صرف جگہ کافی نہیں، بلکہ شخص کا بھی ویسا ہونا ضروری ہے۔ وہ جو بھی رائے اختیار کریں، میں فوراً یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ روم کو برتری کا دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

13. دوسرے کلیسائی مراکز کی درجہ بندی:

اچھا اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ (جیسا وہ بے بنیاد دعویٰ کرتے ہیں) برتری انطاکیہ سے روم کو منتقل ہو گئی۔ لیکن پھر انطاکیہ کو دوسرا درجہ کیوں نہ ملا؟

اگر روم کو پہلا مقام صرف اس لیے ملا کہ پطرس آخر میں وہاں رہا، تو پھر دوسرا مقام اُس جگہ کو کیوں نہ ملے جہاں وہ پہلے رہا تھا؟ پھر یہ کیسے ہوا کہ اسکندریہ کو انطاکیہ پر برتری مل گئی؟ ایک شاگرد کی کلیسیا، پطرس کی کلیسیا سے زیادہ اہم

کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر کسی کلیسیا کی عزت اُس کے بانی کے مقام کے مطابق ہے، تو پھر دوسری کلیسیاؤں کا کیا ہوگا؟ پولُس تین اشخاص کا ذکر کرتا ہے جو ستون سمجھے جاتے تھے: یعقوب، پطرس، اور یوحنا (گلتیوں 2:9)۔

اگر پطرس کی وجہ سے روم کو پہلا درجہ دیا جاتا ہے، تو پھر افسس اور یروشلیم کی کلیسیائیں، جہاں یوحنا اور یعقوب تھے، دوسرے اور تیسرے درجے کی مستحق ہونی چاہئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قدیم زمانے میں یروشلیم کو سب سے آخری درجہ ملا، اور افسس کو تو کوئی خاص مقام بھی نہ مل سکا۔ اِسی طرح بہت سی دوسری کلیسیائیں بھی تھیں جو پولُس نے قائم کیں، اور جہاں رسول خدمت کرتے رہے، لیکن وہ بھی ختم ہو گئیں۔ اس کے برعکس مرقس کی کلیسیا، جو صرف ایک شاگرد تھا، اُسے عزت دی گئی۔ اب یا تو وہ مان لیں کہ یہ ساری ترتیب غلط تھی، یا یہ تسلیم کریں کہ یہ بات ہمیشہ درست نہیں کہ ہر کلیسیا کو اُس کے بانی کے مطابق عزت ملتی ہے۔

پطرس کے روم میں قیام کا ثبوت نہیں، جبکہ پولُس کا وہاں ہونا یقینی ہے۔(14–15)

14۔ پطرس رسول کے روم میں قیام کے بارے میں:

لیکن مجھے اُن کے اس دعوے میں کوئی وزن نظر نہیں آتا کہ پطرس نے رومی کلیسیا کی قیادت کی تھی۔ یقیناً کہ یوسیبیس کا یہ بیان کہ وہ یہاں پچیس سال حکمرانی کرتا رہا، بآسانی جھوٹا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ گلتیوں کے پہلے اور دوسرے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی موت کے تقریباً بیس سال بعد وہ یروشلم میں تھا، اور اس کے بعد انطاکیہ آیا۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ انطاکیہ میں کتنی دیر رہا، بعض لوگ (جیسے گریگوری) سات سال کہتے ہیں اور یوسیبیس پچیس سال۔ لیکن ہمارے نجات دہندہ مسیح کی وفات سے نیرو کے عہد کے اختتام تک، جس میں وہ کہتے ہیں کہ پطرس کو موت دی گئی، صرف ستائیس سال بنتے ہیں۔ کیونکہ مسیح نے ٹائبیریس کے دورِ حکومت کے اٹھارویں سال میں صلیب پائی۔

اگر ہم ان بیس سالوں کو نکال دیں جو پولُس کے مطابق پطرس نے یروشلم میں گزارے، تو زیادہ سے زیادہ سترہ سال باقی رہتے ہیں، اور اُن میں بھی انطاکیہ اور روم دونوں کے زمانے شامل کرنے ہوں گے۔ اگر وہ انطاکیہ میں زیادہ دیر رہا ہو تو روم میں اُس کا قیام بہت مختصر ہوگا۔

اس بات کو ہم مزید واضح طور پر بھی ثابت کر سکتے ہیں۔ پولُس نے رومیوں کے نام خط اُس وقت لکھا جب وہ یروشلم جا رہا تھا، جہاں اُسے گرفتار کر کے روم لے جایا گیا (رومیوں 15:15-16)۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خط روم پہنچنے سے تقریباً چار سال پہلے لکھا گیا تھا۔ اِس خط میں پطرس کا کہیں ذکر نہیں ہے، حالانکہ اگر وہ اُس وقت روم کی کلیسیا کا رہنما ہوتا تو ضرور ذکر ہوتا۔ بلکہ خط کے آخر میں، جہاں پولُس بہت سے لوگوں کے نام سلام بھیجتا ہے، وہاں بھی پطرس کا نام موجود نہیں۔ سمجھدار لوگوں کے لیے اِس بات کے لیے کسی طویل دلیل کی ضرورت نہیں: خود خط کی نوعیت اور اِس کا پورا موضوع یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر پطرس روم میں ہوتا تو پولُس اُس کا ذکر ضرور کرتا۔

15. کمزور اور غیر یقینی ثبوت:

بعد میں پولُس قیدی کے طور پر روم بھیجا گیا۔ لوقا بیان کرتا ہے کہ بھائیوں نے اُس کا استقبال کیا، لیکن وہاں پطرس کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ پولُس روم سے کئی کلیسیاؤں کو خط لکھتا ہے۔ وہ کچھ لوگوں کی طرف سے سلام بھی بھیجتا ہے، مگر ایک لفظ بھی نہیں کہتا کہ پطرس وہاں موجود تھا۔ آخر کون مانے گا کہ اگر پطرس وہاں ہوتا تو پولُس اُس کا ذکر نہ کرتا؟ بلکہ فلپیوں کے خط میں وہ کہتا ہے کہ اُس کے پاس تِیمُتھِیُس جیسا وفادار کوئی نہیں، جو خدا کے کام کی پرواہ کرے، اور شکایت کرتا ہے کہ ”سب اپنی اپنی باتوں کی فِکر میں ہیں نہ کہ یِسُوعؔ مسِیح کی۔“ (فِلِپّیوں2:21)۔ پھر تِیمُتھِیُس کو لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ اُس کے پہلے مقدمے کے وقت کوئی بھی اُس کے ساتھ نہ تھا، سب اُسے چھوڑ گئے (2 - تِیمُتھِیُس 16:4)۔ تو پھر پطرس کہاں تھا؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ روم میں تھا، تو پولُس کی یہ تنقید اُس پر کس قدر شرمناک ہو گئی،

کیونکہ اس صورت میں پطرس بھی انجیل کو چھوڑنے والوں میں شمار ہوگا، کیونکہ یہاں پولُس ایمانداروں کے بارے میں بات کر رہا ہے، اور کہتا ہے، ''کاش کہ اُنہیں اِس کا حِساب دینا نہ پڑے۔''

پطرس نے یہ ''قیادت'' کب اور کتنے عرصے تک سنبھالی؟ مصنفین کی عمومی رائے یہ ہے کہ اُس نے اپنی موت تک روم کی کلیسیا کی قیادت کی۔ لیکن یہ مصنفین خود اس بات پر متفق نہیں کہ اُس کے بعد کون آیا۔ بعض کہتے ہیں لِینس، بعض کلمنٹ کا نام دیتے ہیں۔ مزید وہ بہت سی غیر حقیقی کہانیاں بیان کرتے ہیں، جیسے پطرس اور سائمن جادوگر کے درمیان بحث۔ اور آگسٹین بھی مانتا ہے کہ لوگوں نے ایک غلط خیال کی وجہ سے یہ رواج بنا لیا کہ اُس دن روزہ رکھا جائے جس دن پطرس نے سائمن جادوگر پر فتح پائی تھی۔

مختصراً، یہ کہ اُس زمانے کے حالات اور مصنفین اتنے مختلف اور اُلجھے ہوئے ہیں کہ اُن کی باتوں پر آسانی سے یقین نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی، اِن مصنفین کے اتفاق سے میں یہ نہیں کہتا کہ پطرس روم میں مرا نہیں، لیکن یہ ماننا مشکل ہے کہ وہ وہاں لمبے عرصے تک بشپ رہا۔ ویسے بھی یہ بات زیادہ اہم نہیں، کیونکہ پولُس خود کہتا ہے کہ پطرس کی خدمت خاص طور پر یہودیوں کے لیے تھی، اور اُس کی اپنی خدمت غیر قوموں کے لیے۔ اس لیے ہمیں پولُس کی خدمت پر زیادہ توجہ دینی چاہیے، کیونکہ روحُ القدس نے پطرس کو یہودیوں کے لیے اور پولُس کو ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ لہٰذا رومی لوگوں کو اپنی برتری کے لیے خدا کے کلام میں کوئی دلیل نہیں ملتی، اس لیے وہ اُسے کہیں اور تلاش کریں۔

رومی کلیسیا کو عزت دی گئی، مگر اتحاد کا سربراہ مقرر نہیں کیا گیا، (16-17)

16. ابتدائی زمانے میں روم کی کلیسیا کی اہمیت:

اب ہم ابتدائی کلیسیا کی طرف آتے ہیں تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ ہمارے مخالف لوگ اس کی حمایت کا دعویٰ بھی غلط طریقے سے کرتے ہیں، جیسے وہ خدا کے کلام کو غلط استعمال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کلیسیا کا اتحاد تب تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک زمین پر ایک بڑا سردار نہ ہو جس کی سب اطاعت کریں۔ اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ مسیح نے پطرس کو برتری دی اور پھر یہ اختیار جانشینی سلسلے کے ساتھ روم کی کلیسیا کو ملا اور ہمیشہ کے لیے وہیں رہا۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شروع سے ہی ایسا ہوتا آیا ہے۔

لیکن چونکہ وہ بہت سی آیات کا غلط مطلب لیتے ہیں، اس لیے میں پہلے ہی یہ مان لیتا ہوں کہ ابتدائی مسیحی واقعی روم کی کلیسیا کو عزت دیتے تھے اور اس کا احترام کرتے تھے۔ اس کی تین بڑی وجوہات تھیں:

پہلی وجہ یہ تھی کہ یہ خیال عام ہو گیا تھا (پتہ نہیں کیسے) کہ اُس کلیسیا کی بنیاد پطرس نے رکھی تھی، اس لیے اُسے خاص اہمیت دی گئی، اور مشرق میں اُسے عزت کے طور پر "رسولی کلیسیا" کہا جاتا تھا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ روم سلطنت کا دارالحکومت تھا، اس لیے یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہاں علم، عقل اور تجربہ رکھنے والے لوگ زیادہ ہوں گے۔ اس لیے شہر کی اہمیت اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے اُس کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ مشرق، یونان اور افریقہ کی کلیسیائیں اکثر اختلافات میں الجھی رہتی تھیں، جبکہ روم کی کلیسیا نسبتاً پُرسکون اور مستحکم تھی۔ اسی وجہ سے جب اچھے اور دیندار بشپ اپنی جگہوں سے نکالے جاتے تھے تو وہ روم کو پناہ گاہ کے طور پر اختیار کرتے تھے۔

کیونکہ مغربی لوگ مشرقی یا افریقی لوگوں کی نسبت کم بحث کرنے والے اور کم تبدیلی پسند تھے، اس لیے وہ نئی باتوں میں کم پڑتے تھے۔ اس وجہ سے روم کی کلیسیا کو مزید عزت ملی، کیونکہ مشکل وقت میں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ

ثابت قدم رہی اور اصل تعلیم پر قائم رہی۔ ان تین وجوہات کی بنا پر، میں کہتا ہوں کہ روم کی کلیسیا کو خاص عزت دی جاتی تھی اور قدیم لکھنے والوں نے اس کی بہت تعریف کی۔

17. ابتدائی کلیسیا کی تعلیم کے مطابق کلیسیا کے اتحاد کے لیے کسی ایک عالمی بشپ کی ضرورت نہیں تھی:

لیکن ہمارے مخالف لوگ اسی بات سے سب کلیسیاؤں پر ایک اعلیٰ برتری اور اختیار ثابت کرنا چاہتے ہیں، اور اس میں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں۔ اس کو واضح کرنے کے لیے میں مختصر طور پر بتاتا ہوں کہ ابتدائی زمانے کے لوگوں کا کلیسیا کے اتحاد کے بارے میں کیا خیال تھا۔

جروم جب نیپوشین کو خط لکھتا ہے تو وہ اتحاد کی کئی مثالیں دیتا ہے اور پھر کلیسیائی نظام کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ہر کلیسیا کا بشپ، بزرگ، ڈیکن، اور سارا کلیسیائی نظام اپنے اپنے رہنماؤں کے ماتحت ہے۔" یہ ایک رومی بزرگ (پادری) کی بات ہے جو کلیسیا کے اتحاد کی تعریف کر رہا ہے۔ لیکن وہ یہ کیوں نہیں کہتا کہ سب کلیسیائیں ایک ہی سردار کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں؟ یہ بات تو یہاں بالکل مناسب تھی، اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بھول گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اتحاد کا وہی طریقہ مانتا تھا جو سِپرین نے خوبصورت انداز میں بیان کیا۔

سِپرین کہتا ہے کہ "بشپ کا عہدہ ایک ہے، اور ہر بشپ اس میں پورا حصہ رکھتا ہے۔ کلیسیا بھی ایک ہے، جو بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ پھیلتی جاتی ہے۔ جیسے سورج کی بہت سی کرنیں ہوتی ہیں مگر روشنی ایک ہی ہوتی ہے، جیسے درخت کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں مگر تنا ایک ہی ہوتا ہے، اور جیسے ایک چشمے سے بہت سی ندیاں نکلتی ہیں مگر اصل ایک ہی رہتا ہے، اسی طرح کلیسیا بھی ایک ہے۔ وہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، مگر اُس کی اصل ایک ہی ہے۔" پھر وہ کہتا ہے کہ "مسیح کی دلہن ایک ہی ہے، وہ ایک ہی گھر کو جانتی ہے اور پاکیزگی کے ساتھ اُسی میں رہتی ہے۔"

دیکھیں، یہاں وہ یہ بتاتا ہے کہ کلیسیا کا اصل سربراہ صرف مسیح ہے، اور سب بشپ اُسی کے تحت اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ تو پھر روم کی کلیسیا کی برتری کہاں ہے ؟، جب کہ مکمل اختیار صرف مسیح کے پاس ہے اور ہر بشپ اپنے حصے میں ذمہ داری ادا کرتا ہے؟

میرا مقصدیہ ہے کہ ایک عام انسان بھی یہ سمجھ لے کہ زمین پر ایک ہی انسانی سردار کے ذریعے کلیسیا کے اتحاد کا جو اصول رومی لوگ پیش کرتے ہیں، جبکہ وہ ابتدائی کلیسیا میں بالکل موجود نہیں تھا۔

The End

مزید معلومات، مسیحی کتب ، پوڈکاسٹ اور آرٹیکل حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

www.reformedbytruth.com

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔
Duplication of this document is permitted for personal, private use only